OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

”الاخبار الطوال“ از ابو حنیفہ احمد بن داؤدالدینوری مترجم پروفیسر محمد منور مرزا: تحقیقی و تنقیدی مطالعہ

“Al-Akhbar al-Tiwāl” by Abū Hanīfa Ahmad ibn Dawood Al-Denorī Translated by Prof. *Muhammad Munawwar Mirzā*: Analytical and Critical Study

Dr. Riaz Ahmad

Associate Prof. Department of Urdu, Govt. College Township, Lahore

Abstract

This article is a critical study of Prof. Muhammad Munawwar's translated version of Al AkhbarulTawal(Arabic) by Abu Hanifa Ahmad Bin Dawood Al Denori a man of letters. Abu Haneefa Al Denori was the eminent Arabic scholar, linguist, botanist of 3rd. c. AH. He is the author of many books, but, unfortunately, most of his books are not available now. His treatise 'Al Akhbar-ul-Tawal' is considered an old but most reliable resource book of Islamic history. Like other Arab compilers, he also starts off his history with Adam, continues up to the detailed description of Hazrat Umer's conquest of Iran, the clash between Hazrat Ali RA and Ameer Muavia RA, and the martyrdom of Hazrat Imam Hussain RA. His style is based on scholarly narration. Prof. Muhammad Munawwar translation of 'Al AkhbarulTawal' with all its technical terminology, and non-Arabic words is a prestigious work. This book may be helpful in resolving many confusions relating to the early period of Islamic history. Very few of the books display such quality of Arabic-to-Urdu translation.

CC BY

Key Words: Al Akhbar al-Tawal, reliable resource, detailed description, scholarly narration, prestigious work, quality of Arabic-to-Urdu translation.

تمہید

"ترجمہ "عربی زبان کا لفظ ہے اوراس سے مراد ایک زبان کا دوسری زبان میں بیان کرنا ہے۔ بقول مرزا حامد بیگ:

> "کسی تحریر، تصنیف یا تالیف کو کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا عمل ترجمہ کہلاتا ہے۔ یوں کہا جاسکتا ہے کہ ترجمہ کسی متن کو دوسری زبان میں منتقل کرتے ہوئے اس کی تعبیر کرتا ہے۔ یعنی ترجمے کا عمل ایک علمی یا ادبی پیکر کو دوسرے پیکر میں ڈھالنے کا عمل ہے۔"[1]

ایک مشکل فن ہے اس میں مہارت حاصل کرنے کے لیے سخت محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔ دو مختلف زبانوں کے فرق کو مٹانے کے لیے اوران کو ایک دوسرے کے قریب لانے کے لیے "ترجمہ "بنیادی کردارادا کرتا ہے۔ دوسری زبانوں کے تراجم سے کسی زبان کی وسعت اور ترقی ہوتی ہے۔ نئے خیالات اور مضامین سے واقفیت پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر نثار احمد قریشی ترجمے کے حوالے سے لکھتے ہیں: کی ضرورت علم اور زبان کی افزائش سے تعلق رکھتی ہے اور ہم نہ صرف زبان کی وسعت چاہتے ہیں بلکہ ذہن کی وسعت بھی ہمارے سامنے ہوتی ہے۔ ترجمہ دراصل دو تہذیبوں کے مابین پُل کا کام دیتا ہے، جس کے ذریعے خیالات اور تصورات ایک تہذیب سے دوسری تہذیب کی طرف اور ایک ملک سے دوسرے ملک کی جانب جاتے ہیں اوراس سارے عمل میں درآمد اور برآمد دونوں کیفیتیں شامل ہوتی ہیں۔[2] انسانی زندگی کے سماجی رشتوں کے آپس میں قائم ہونے کا ذریعہ ترجمان ہو سکتا ہے یعنی کہ دو مختلف زبانیں بولنے والوں کو ترجمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح "ترجمہ "دو زبانوں کے درمیان انفرادی اور اجتماعی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ ترجمے کی تاریخ عربوں سے شروع ہوتی ہے سائنس اور فلسفے کی یونانی کتابوں کو پہلی صدی ہجری میں ترجمہ کیا گیا۔ قرآن مجید اور دوسری کتابوں کے عربی سے فارسی، اُردو اور پنجابی زبانوں میں تراجم کیے گئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس فن میں زبردست ترقی ہوئی۔ اور بیسویں صدی میں مشینوں اور جدید ٹیکنالوجی سے تراجم کا کام کیا جارہا ہے۔ اس مضمون میں پروفیسر محمد منور کے "الاخبارُ الطوال" کے کیے ہوئے ترجمے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

الاخبارُ الطوال (ابو حنیفہ دینوری)

ابو حنیفہ الدینوری (متوفی: ۲۸۲ھ) تیسری صدی ہجری میں عربی زبان کے مایہ ناز عالم، ماہر لسانیات اور ماہر نباتات ہیں۔ انھوں نے مختلف موضوعات پر بہت سی کتابیں تحریر کیں، مگر بد قسمتی سے ان کی اکثر کتابیں حوادثِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ ان کی تحریر کردہ کتابوں کی تعداد بیس ہے لیکن ان میں سے صرف ایک کتاب "الاخبارُ الطوال" ہی منصۂ شہود پر آسکی۔ واضح رہے کہ یہ ابو حنیفہ، فقہ حنفی کے امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نہیں بلکہ ان کا نام احمد بن داؤد الدینوری ہے۔

اسلامی تاریخ کا قدیم ماخذ

ابو حنیفہ دینوری کی شہرہ آفاق کتاب "الاخبارُ الطوال" کا شمار اسلامی تاریخ کے قدیم ترین ماخذ میں ہوتا ہے۔ ابو حنیفہ دینوری نے دوسرے عرب مؤلفوں کی طرح اپنی تاریخ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع کی ہے لیکن جیسا کہ کتاب کے نام سے ظاہر

ہے کہ مصنف نے بعض خبروں یا واقعات کو خاص طور پر تفصیل اور طوالت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ان کے ہاں حضرت عمرؓ کے عہد میں فتحِ ایران، حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کی چپقلش اور شہادت حسینؓ کی تاریخ پوری تفصیل سے بیان کی گئی ہے، چنانچہ اس ہنگامی دور کے واقعات کے حقائق سمجھنے کے سلسلے میں یہ کتاب بے حد اہمیت رکھتی ہے۔ ابو حنیفہ دینوری کا اسلوب عالمانہ اور ادیبانہ ہونے کے سبب داستاں سرایانہ روح کا مالک ہے۔ ان کی باتیں بڑی معلومات افزا ہیں مگر کہانی کے روپ میں بیان کی گئی ہیں عین ممکن ہے بعض جگہ مولانا محمد حسین آزاد کی "آبِ حیات" کے مندرجات کی طرح "زیبائش" کا تختۂ مشق بھی بن گئی ہوں۔ مگر اس بارے میں کیا کہیں کہ ابو حنیفہ نے "تاریخِ واقعاتِ شہاں" کو "افسانۂ نظیری" کی طرح انتہائی دل چسپ بنا دیا ہے۔ عالم یہ ہے کہ اس کتاب کو کتنی ہی بار پڑھا جائے ہر بار نیا لطف اور سرور ملتا ہے۔

الاخبار الطوال (اردو ترجمہ) تحقیقی و تنقیدی جائزہ

پروفیسر محمد منور مرزا کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ پروفیسر محمد منور مرزا کا شمار اپنے عہد کے جید اساتذہ کرام میں ہوتا ہے وہ اعلیٰ درجے کے ادیب، محقق، شاعر اور ماہر اقبالیات ہیں۔ وہ کئی زبانوں میں مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے بڑی کامیابی سے عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں سے اُردو میں کامیاب تراجم کیے ہیں۔ پروفیسر محمد منور نے "الاخبار الطوال" کا اردو ترجمہ کیا ہے۔ اس کو اردو سائنس بورڈ، لاہور نے شائع کیا، اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۶۶ء میں اور دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا۔ ابو حنیفہ نے اپنی اس کتاب میں فقط اُن ہی واقعات کو اہمیت دی ہے، جو ہماری اسلامی تاریخ کی راہ کے خطرناک موڑ ہیں اور جن واقعات کے نتائج بہت دُور رس تھے، انھوں نے عام دل چسپی کے بڑے بڑے نمایاں حادثات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ مثلاً ہارون الرّشید کے تذکرے میں برامکہ کا نام تک نہیں آیا۔ پروفیسر محمد منور مرزا اس کتاب کی سند پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ابو حنیفہ نے تاریخی حوالوں سے بہت کم کام لیا ہے۔ ساری کتاب میں در آنے والے راوی بیس کے لگ بھگ ہوتے ہیں اور بس، ان راویوں میں سے بعض مصنّف بھی تھے، مگر ان کی تصانیف ناپید ہیں لہٰذا حوالے کی صحت کے لیے خود ابو حنیفہ ہی سند رہ جاتے ہیں۔"[3]

کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اس ترجمہ کے ساتھ ساتھ عالمِ اسلام کے جید عالم ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کا مقدمہ اور ضمیمہ بھی موجود ہے۔ انھوں نے نام ور مستشرق طوطیو کراچ کوفسکی کے تبصرے کے کچھ حصے کا ترجمہ بھی کیا ہے جس سے کتاب کے دوسرے ایڈیشن کی اہمت بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اپنے اس کام کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں: "کوئی پندرہ سال قبل ایک ضرورت سے میں نے اس فرانسیسی مقدمے کا اردو میں ترجمہ کیا تھا، اس کی قسمت جاگی تو اب اس کی طباعت کا غیب سے سامان ہوا ہے۔ مگر اس فرانسیسی مقدمے کے ابتدائی تیرہ مطبوعہ صفحوں کا ترجمہ کرنے کی جگہ یہاں صرف خلاصہ پیش کیا جاتا ہے کیوں کہ پہلے تین صفحوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ کن کن لوگوں نے اس کو شائع کرنے کی کوشش کی اور کیوں اس میں تعویق پر تعویق ہوتی گئی، اس کے بعد کے دس صفحوں میں مخطوطۂ مدینہ اور مخطوطۂ ہندوستان کی صورتِ حال تفصیل سے بتائی گئی ہے۔ پھر اس کے بعد دینوری کے حالات اور اس کی مختلف تالیفوں پر تبصرہ ہے، اس حصے کا کامل ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ آخر میں ایک ضمیمے میں کراچ کوفسکی کی معلومات کی تکمیل اور بعض بیانات کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے۔"[4] دوسرے ایڈیشن میں یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ڈاکٹر حمید اللہ نے کراچ کوفسکی کے محاکے پر بہت سے قیمتی حواشی کا بھی اضافہ کیا ہے، اس طرح

اس کی وقعت اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے۔ ترجمہ در اصل ایک مشکل فن ہے کیونکہ اس میں مترجم کو ذولسانی باریکیوں کا ماہر ہونا پڑتا ہے۔ دونوں زبانوں کا مزاج آشنا اور ان کی تہذیبوں اور ثقافتوں سے واقفیت ہو، تو ہی اچھا ترجمہ وجود میں آسکتا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں: "ترجمے کا کام یقیناً ایک مشکل کام ہے۔ اس میں مترجم، مصنف کی شخصیت، فکر اور اسلوب سے بندھا ہوتا ہے۔ ایک طرف اس زبان کا کلچر، جس کا ترجمہ کیا جارہا ہے، اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور دوسری طرف اس زبان کا کلچر جس میں ترجمہ کیا جارہا ہے، اسے اپنی ظرف کھینچتا ہے۔ مترجم کو دونوں کا وفادار رہنا پڑتا ہے۔"[5] پروفیسر محمد منور نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے انھوں نے "الاخبار الطوال" کا وہ ایڈیشن اپنے سامنے رکھا، جو دار الاحیاء الکتب العربیۃ، قاہرہ نے ۱۹۶۰ء میں شائع کیا۔ "الاخبار الطوال" کے اس ایڈیشن کو جناب عبدالمنعم عامر نے مرتب کیا اور ڈاکٹر جمال الدین الشیال نے نظر ثانی کی ہے۔[6] پروفیسر محمد منور کے مذکورہ نسخہ تک راقم کو رسائی حاصل ہوئی ہے۔ اس کتاب کے شروع میں عبدالمنعم عامر کا ایک جامع مقدمہ ہے، مگر اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا، اگر اس کا بھی ترجمہ کر دیا جاتا تو اس ترجمہ کی افادیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔ اس مقدمہ میں عبدالمنعم عامر نے "الاخبار الطوال" کی وقعت سے آگاہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب کی تاریخی اہمیت اس اعتبار سے بھی واضح ہوتی ہے کہ مصنف بہت سے واقعات کے عینی شاہد رہے ہیں اور عباسی دورِ حکومت کی ابتدائی تاریخ کا خود مشاہدہ کیا اور اسے سپردِ قرطاس کیا۔[7] نسخۂ مذکورہ کے علاوہ مصر کے ایک اور ادارے المکتبۃ الازھریۃ نے بھی الاخبارُ الطوال کو ۱۳۳۰ ہجری میں شائع کیا تھا، اور اس نسخہ تک بھی ہماری رسائی ہوئی ہے۔

لفظی ترجمہ

پروفیسر محمد منور "الاخبارُ الطوال" کے ترجمے کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"جہاں تک میرے ترجمے کا تعلق ہے میں نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ خود کو ابو حنیفہ بنالوں، انہیں کی طرح سلیس و سادہ زبان کو کام میں لاؤں، فقرے لمبے نہ ہونے دوں، کوئی جملہ یا لفظ رہ نہ جائے جس کا معنی اردو میں منتقل نہ ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ترجمہ آزاد نہیں ہے۔ تاہم اتنی بڑی کتاب میں ممکن ہے سہواً کوئی لفظ یا جملہ بھی رہ گیا ہو۔ مگر سہو و خطا کا کیا علاج؟ لفظی ترجمہ کرنے کے باوصف میں نے اردو زبان کا کینڈا مجروح نہیں ہونے دیا، کم از کم اپنی سی کوشش ضرور کی ہے۔"[8]

پروفیسر صاحب نے اپنے ترجمے کے تعارف میں چند بنیادی اصولوں کا ذکر کیا ہے جن کی روشنی میں انھوں نے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کا لفظی ترجمہ کیا ہے۔ تاہم انھوں نے ضرورت کے تحت کہیں کہیں آزاد ترجمے کا انداز بھی اپنایا ہے تاکہ اُردو زبان کا کینڈا مجروح نہ ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے از حد کوشش کر کے سلیس اور سادہ زبان استعمال کی ہے تاکہ ترجمے کی روانی متاثر نہ ہو۔ جملے طویل ہونے کی بجائے مختصر ہوں اور کوئی لفظ اُردو میں منتقل ہونے سے نہ رہ جائے۔ ابو حنیفہ دینوری کی کتاب "الاخبارُ الطوال" کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

"قال أبو حنيفة أحمد بن داؤد الدينورى رحمه الله وجدت فيما كتب أهل العلم بالأخبار الأولى أن آدم عليه السلام كان مسكنه الحرم وأن ولده كثروا في زمان مهليل بن قينان بن أنوش بن شيث بن آدم وكان سيد ولد آدم في دهره والقائم بأمرهم وكذلک كان آباؤه إلى آدم عليه السلام ووقع بينهم التنازع في الأوطان

ففرقهم مهليل في مهب الرياح الأربع وخص ولد شيث بأفضل الأرض فأسكنهم العراق۔"[9]

پروفیسر محمد منور نے اس عبارت کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: "ابو حنیفہ احمد بن داؤد الدینوری مرحوم نے بیان کیا ہے کہ دنیا کی قدیم ترین آبادی کے بارے میں لکھنے والوں کی تحریروں سے مجھے یہ پتا چلا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا مسکن حرم تھا، یہ بھی معلوم ہوا کہ مہلیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کے زمانے میں اولادِ آدم کی تعداد بہت بڑھ گئی تھی۔ یہ مہلیل اپنے زمانے میں نسلِ آدم کا سردار اور سربراہِ کار تھا۔ اس کے آبا بھی حضرت آدم علیہ السلام تک سردار ہی تھے، اب ان لوگوں میں یہ جھگڑا پیدا ہو گیا کہ کس کا وطن کون سا ہے، لہٰذا مہلیل نے انھیں چاروں ہواؤں کے رخ بکھیر دیا، عراق جو سب سے اچھا علاقہ تھا، شیث کی اولاد کے لیے مخصوص کر دیا اور انھیں وہاں بسا دیا۔"[10] اپنی کتاب میں عجمی بادشاہوں کے تذکرے میں عجمی تاریخ کے ساتھ نبوی تاریخ کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے ابو حنیفہ دینوری لکھتے ہیں: "وولد رسول الله صلى الله عليه وسلم في آخر ملك أنوشروان فأقام بمكة إلى أن بعث بعد أربعين سنة منها سبع سنين بقيت من ملك أنوشروان وتسع عشرة سنة ملكها هرمز بن كسرى أنوشروان وبعث وقد مضى من ملك كسرى ابرويز ست عشرة سنة فأقام بمكة في نبوته صلى الله عليه وسلم وعلى عترته ثلاث عشرة سنة وهاجر إلى المدينة وقد مضى من ملك ابرويز تسع وعشرون سنة فأقام بالمدينة عشر سنين وتوفي صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليما بعد موت كسرى ابرويز فكان عمره صلى الله عليه وسلم ثلاثا وستين سنة۔"[11] پروفیسر محمد منور اس عبارت کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں: "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اواخرِ عہدِ نوشیروان میں ہوئی تھی، آپ مکہ میں مقیم رہے تا آنکہ چالیس برس بعد آپ کو نبوت کے منصب پر مبعوث کیا گیا۔ ان چالیس سالوں میں سے سات سال نوشیروان کی حکومت کے تھے اور انیس سال ہرمزان کسریٰ کی فرماں روائی کے، جب آپ مبعوث ہوئے تو خسرو پرویز کو حکومت کرتے چھ برس گزر چکے تھے۔ بعث کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس مکّے میں اقامت کرنے کے بعد مدینے کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس وقت تک خسرو پرویز کو حکومت کرتے انیس برس بیت چکے تھے۔ مدینے میں آپ نے دس برس بسر کیے، اور وہیں وفات پائی... خسرو پرویز آپ سے قبل رحلت کر چکا تھا... عمر آپ کی تریسٹھ برس تھی۔"[12] اس عبارت کے آخری حصے میں مترجم کی اس ترجمہ کو لفظی بنانے کی کوشش نے عبارت کو مغلّق بنا دیا ہے۔

آیات واشعار کے دل کش تراجم

پروفیسر محمد منور نے کتاب میں موجود قرآنِ مجید کی آیات کا بہت دل کش انداز میں پُر مغز اور بہترین اُردو ترجمہ کیا ہے۔ مترجم نے ترجمے کا صحیح معنوں میں حق ادا کیا ہے اور پوری کوشش کی ہے کہ فکر کے ساتھ اسلوب بھی اردو زبان میں ڈھل جائے۔ کامیاب ترجمہ وہی کہلاتا ہے جس میں مصنف کی فکر کے ساتھ ساتھ اسلوب بھی جھلکتا نظر آئے۔ بقول عبد العزیز ساحر:

"ترجمہ جہاں ایک طرف نئے خیالات اور فکری نظام کی ترجمانی کا فریضہ سر انجام دیتا ہے
وہیں دوسری طرف اظہار اور اسلوب کے قرینوں کو نئے رنگ و آہنگ سے آشنا کرتا ہے"۔[13]

اس حوالے سے پروفیسر محمد منور کی ترجمہ شدہ چند آیات بطورِ نمونہ کے ملاحظہ فرمائیں: سورۂ کہف کی آیت ۹۴ کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے: "انہوں نے کہا اے ذوالقرنین یاجوج وماجوج دنیا میں فساد بپا کرتے رہتے ہیں۔"[14] سورۂ بقرہ کی آیت ۲۴۶ کے ایک حصے کا ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

"کسی کو ہمارا سردار بنا کر بھیجئے تا کہ ہم راہِ خدا میں شمشیر زن ہوں۔"[15]

ترجمہ اشعار کے نمونے کے طور پر درج ذیل اشعار دیکھے جا سکتے ہیں:

يا ليلة ما ليلة العروس	جاء ت تمشي بدم جميس!
يا طسم ما لاقيت من جديس	إحدى ليااليك فهيس هيس!

پروفیسر محمد منور کے قلم سے ان اشعار کا ترجمہ ملاحظہ کیجیے: "وہ شبِ عروسی بھی کیا شب تھی جو منجمد خون ہمراہ لے آئی، اے طسم بتاؤ تمہاری شب ہائے زندگی میں سے ایک شب تم پر جدیس کے ہاتھوں کیا بیتی، ہات تمہاری ایسی کی تیسی"[16] پروفیسر صاحب نے دوسرے شعر میں موجود عربی محاورے "فھیس ھیس" کا ترجمہ "ہات تمہاری ایسی کی تیسی" کیا گیا ہے جو ترجمہ نگاری کے کمال کی ایک بہترین مثال ہے۔ ابو حنیفہ دینوری نے "الاخبار الطوال" میں حضرت عمرؓ کے تذکرے میں بشیر بن ابی ربیعہ کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

ألم خيال مسن أميمة موهنا	وقد جعلت إحدى النجوم تغور
ونحن بصحراء العذيب ودونها	حجازية، إن المحل شطير
فزارت غريبا نازحا جل ماله	جواد ومفتوق الغرار طرير
وحلت بباب القادسية ناقتي	سعد ابن أبي وقاص على أمير
تذكر هداك الله، وقع سيوفنا	بباب قديس والمكر غرير
عشية ود القوم لو أن بعضهم	يعار جناحي طائر ويطير

اب پروفیسر محمد منور کے قلم سے ان اشعار کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے: "امیمہ کی تصویر خیالی آدھی رات کے وقت نگاہوں میں آن بسی، اس وقت ثریا کے گروہ کا ایک ستارہ غروب ہو رہا تھا۔ ہم صحرائے عذیب میں تھے اس سے اور آگے میری حجازی محبوبہ کا بسیرا تھا، وہ بسیرا جو میرے لیے اجنبی ہے۔ اس تصویر خیالی نے آ کے ایک درماندہ و خستہ حال غریب الوطن سے ملاقات کی جس کا کل خزانہ ایک اصیل گھوڑا اور ایک تیز دندانے دار تلوار ہے۔ میری اونٹنی درِ قادسیہ پر آن ٹھہری، درآنحالیکہ سعد بن ابی وقاص میرے قائد اور امیر تھے۔ خدا تمہیں ہدایت سے بہرہ یاب کرے۔ یاد کرو کہ ہماری تلواریں باب قدیس پر کیوں کر پڑ رہی تھیں اور حملے کا ہدف کتنا گریزاں تھا۔ یہ اس رات کی بات ہے کہ اس قوم کے لوگ متمنّی تھے کہ اے کاش کسی طرح پرندے کے پر اُدھار مل جائیں تو وہ اُڑ جائے۔"[17] پروفیسر محمد منور کے ترجمے میں بعض مقامات پر ان کے تحریر کردہ حواشی بھی ملتے ہیں، مثلاً سکندر کے تذکرے میں شہر قیروان کا ذکر آیا ہے، اس شہر کا تعارف کراتے ہوئے پروفیسر محمد منور حاشیہ میں لکھتے ہیں: "تیونس کا مشہور شہر اور دارالسلطنت جس کی بنیاد عقبہ بن نافع نے ۵۵ ہجری میں رکھی تھی۔ المغرب میں مسلمانوں کے علوم وفنون کا مرکز۔"[18] مترجم پروفیسر محمد منور نے ترجمہ کو لفظی بناتے ہوئے کسی حد تک مبالغہ سے بھی کام لیا ہے۔ جس کی وجہ سے بعض امور میں ابہام اور الجھن کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے، مثال کے طور پر حضرت عمرؓ کے زمانے میں برپا ہونی والی مشہور

جنگ جسے معرکہ جسر یا معرکہ جسر ابی عبید کہا جاتا ہے اس کا ترجمہ "جنگِ پل"[19] کیا ہے، شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ "جسر" عربی زبان میں پُل کو کہتے ہیں۔ معرکہ جسر اب اس معرکے کا ایسا نام ہے جسے تاریخ کا ہر طالب علم سمجھ سکتا ہے، اس کا ترجمہ "جنگِ پُل" کرنا سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے جنگِ احزاب کا ترجمہ گروہوں والی جنگ کر دیا جائے۔ اس طرح بعض جگہ ترجمہ کو غیر ضروری طور پر ادق بنا دیا گیا ہے، مثال کے طور پر حضرت نوح علیہ السلام کے تذکرے میں دورانِ ترجمہ لکھتے ہیں:

"ان لوگوں کو بھی بچا لیا جو حضرت نوحؑ کے ساتھ سوارِ سفینہ تھے، وہ سفینہ جودی کی چوٹی سے لگا اور رُک گیا۔"[20] پروفیسر صاحب نے اس عبارت میں "سفینہ" کا اردو ترجمہ کرنے کے بجائے عربی کا لفظ سفینہ ہی درج کر دیا اور یہ بھی واضح نہیں کیا گیا کہ جودی کیا چیز ہے؟ اسی عبارت میں حضرت نوحؑ کے بیٹے ہام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "نوح علیہ السلام کا چوتھا بیٹا جس کا نام یام تھا غریق یم ہو گیا تھا۔"[21] "غریق یم" کا معنی ہے سمندر برد ہونے والا، اس کا ترجمہ کرنے کے بجائے اس کو قاری کے لیے اور زیادہ مشکل بنا دیا گیا۔ اس ترجمہ کے آخر میں فہرستِ رجال موجود ہے، جس کی مدد سے اس ترجمے سے استفادہ آسان ہو گیا ہے۔

خلاصۂ بحث

ابو حنیفہ دینوری کی مشکل اور مغلّق عبارتوں کا جس احتیاط اور مہارت سے انھوں نے ترجمہ کیا ہے عربی سے اردو ترجمے میں اس کمال و مہارت کی نظیریں کم ہی ملتی ہیں۔ پروفیسر محمد منور نے "الاخبارُ الطوال" میں بامحاورہ سلیس اور آزاد ترجمے کی بجائے لفظی ترجمہ پر زور دیا ہے، جس سے لفظی خوب صورتی میں تو کسی حد تک کمی آئی ہے لیکن ان کے بقول ان کا اصل مقصد مصنّفین کی آراء کی دیانت دارانہ ترجمانی ہے، اور شاید ایسا انھوں نے اس لیے کیا تاکہ مصنّفین کی آراء کے اظہار میں خلل نہ آنے پائے۔ مشکل عربی اصطلاحات اور عجمی الفاظ سے بھرپور کتاب "الاخبارُ الطوال" کا یہ ترجمہ بہ حیثیت مجموعی پروفیسر محمد منور کے مایہ ناز اور شاہکار کارناموں میں سے ایک ہے۔ آج کے جدید دور میں اس ترجمہ کی زبان اور بیان کو بہتر بنا کر اسے از سرِ نو شائع کیا جا سکتا ہے۔ اس کتاب سے اسلام کے ابتدائی زمانے کی تاریخ کی کئی گتھیوں کو سُلجھانے میں مدد مل سکتی ہے۔

References

1 Hāmid Baig Mirza, *Urdu Tarjmay kī Rewayāt, 1786* (Islamabad: Dost Publication, 2016A.D). 20.

2 Dr. Nisār Ahmad Qureshī, *Rewāyāt aur Fun* (Islamabad, Muqtadara Qoumi Zaban, 1985A.D),26.

3 Prof. Muhammad Munawwar, *Mutarjam, Al-Akhbār al-Tawāl* (Lahore:Urdu Science Board, Tabah II,1986A.D) Malahzat Mutarjam, swad, Bay.

4 Dr. Hameedullah, Muqadamma, Mutarjam, *Al-Akhbār al-Tawāl* (Lahore: Urdu Science Board, Tabah II, 1986A.D) Malahzat Mutarjam, swad, wao.

5 Dr. Jamil Jalibi, *Aristo se Eliot tuk* (Islamabad National Book Foundation, 2003A.D),13.

6 Munawwar, Al-Akhbar-ul-Tawal, Alif.

7 Abd al-Munam Amir, Muqadamma Tahqeeq, *Al-Akhbār al-Tawāl* (Qahira: Dar-ul-ahya-al-kutab Al-Arbia, 1960A.D) swad, Bay.

8 Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, Jeem.

[9] Al Denori, Abū Haneefa, *Al-Akhbār al-Tawāl* (Misar: Al- Maqtaba-tul- Azharia, Tabah II 1330 AH) ,02
[10] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 81.
[11] Al Denori, Abū Haneefa, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 73-74.
[12] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 174.
[13] Dr. Abdul Aziz Sahir, Jamil Jalibi, Shakhsiyat aur Fun lamabad: Academy Adbiyat Pakistan, 2007A.D), 107.
[14] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 129.
[15] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 129.
[16] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 99.
[17] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 246.
[18] Munawwar, Al-Akhbar-ul-Tawal, 126.
[19] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 229.
[20] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 82.
[21] Munawwar, *Al-Akhbār al-Tawāl*, 82.